مہاراشٹر میں نئی سیاسی پارٹی کی بنیاد وقت کا تقاضہ لیکن کسی کی بوکھلاہٹ۔۔۔۔۔۔۔

نثار احمد تمبولی، دھولیہ

موبائل 9372822580

ایک ہے جو پیاسے کو تالاب تک پہنچنے نہیں دیتا اور دوسرے کا عالم یہ ہیکہ سارے کے سارے تالاب کی دیکھ ریکھ کا ذمہ کیا بلکہ اس کی داروغائی کا عہدہ بھی پیاسے کو دے رکھا ہے لیکن اس ہدایت کے ساتھ کہ پیاس لگے تو اپنی پیاس باہر جا کر بجھاؤ۔ پیاسا بیشک مسلمان ہے، پہلا بی جے پی، شیوسینا اور دوسرا کانگریس اور راشٹروادی پارٹی ہے۔ ایک کھلا دشمن ہے اور دوسرا چھپا۔ فرق اتنا ہے کہ ایک کو مسلمانوں کے ووٹ کی مطلق پرواہ نہیں جبکہ دوسرے کا سیاسی استحکام مسلمانوں کے ووٹ پر ہی منحصر ہے۔ مسلمانوں سے ایک کی دشمنی مذہبی منافرت ہے تو دوسرے کی دشمنی سیاسی لالچ۔ نفرت کا محبت میں بدلنا ممکن ہے لیکن لالچ کی کوئی انتہا نہیں۔ مندرجہ بالا سطور کے ایک ایک لفظ سے مہاراشٹر کا ہر مسلمان ہی نہیں بلکہ مہیش بھٹ، تیشتا سیتلواڑ، امرش مشرا، کرنل سُدھیر ساونت، دھیرج جگتاپ، پرنسپل جے۔ جے۔ خیرنار، ایڈوکیٹ دھیریہ شیل پاٹل اور سنیل کھوپڑا گڑے جیسے سیکولر ذہن غیر کلمہ گو افراد بھی اتفاق رکھتے ہیں۔ دونوں دشمنوں میں سے ایک کو دشمن اور دوسرے کو دوست سمجھنے کے مزاج کی آبیاری مسلمانوں میں ہر روز نت نئے طریقے سے، ہماری صفحوں میں شامل، کالے بھیڑئے کرنے میں منہمک ہیں۔ مندرجہ بالا بات کو ثابت کرنے کے لئے ٹھوس دلائل کی ایک جھلک پیشِ خدمت ہیں۔

آئین ہند میں اقلیت کے لئے درج آرٹیکل ۲۹، ۳۰ اور ۳۵۰، ایک سُراب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ان کو اگر آئینِ ہند سے حذف بھی کر دیا جائے تو اقلیت کو کوئی خاص نقصان ہونے والا نہیں۔ آئین میں درج شیڈولڈ کاشٹ، شیڈولڈ ٹرائب اور اینگلو انڈین کے تعلق سے سیاسی ریزرویشن اور مالیاتی مراعات کا ذکر آرٹیکل ۳۳۰ تا ۳۴۲ میں موجود ہیں۔ ان آرٹیکل کو اگر حذف کر دیا جائے تو شیڈولڈ کاشٹ وغیرہ بے یار و مددگار ہو جائیں گے۔ ایک ہندو اگر مذہب تبدیل کر کے بُدھ مذہب اختیار کرتا ہے تو شیڈولڈ کاشٹ کی سہولیات اس کے لئے موجود ہیں لیکن ایک ہندو اگر اسلام قبول کرتا ہے تو ان سہولیات سے اسے محروم رکھا جاتا ہے۔ کیا یہ معاملہ آئین کے آرٹیکل ۱۴ کے منافی نہیں ہے؟ نیشنل مائناریٹی کمیشن کا ہندوستان کے دیگر کمیشن سے تقابلی مقابلہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ہماری آنکھوں میں دھول جھونکا گیا ہے۔

ڈھونڈ واپا اور جین مراٹھی اسکول جیسے ان گنت مراٹھی اسکولوں کو آئینِ ہند کی دفعہ ۴۵ اور (A)۲۱ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے نیز بامبے پرائمری ایجوکیشن ایکٹ اور ۸ نومبر ۲۰۰۰ء کے ریاستی حکومت کے حکم نامہ کے تحت گرانٹ سے نوازہ جاتا ہے برخلاف اس کے محمدی اور نشاط اردو اسکول کی طرح اَن گِنت اردو اسکولوں کو دائمی طور سے گرانٹ سے محروم رکھا گیا ہے۔ ہنگولی ضلع کی ایک مراٹھی اسکول کو مستقل نان گرانٹ شرط سے چھٹکارہ دلا کر ایک ہی مہینے کے عرصہ میں گرانٹ پر لایا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے ۱۹۹۹ء سے آج تک ایوت محل کی ایک اردو اسکول کو دائمی طور سے گرانٹ سے محروم رکھا گیا ہے۔ اکولہ ضلع کی دو اردو اسکول کو گرانٹ کے ساتھ منظوری دینے کے بعد اچانک بلا کسی وجہ ان اسکولوں کو قائم نان گرانٹ کے زمرے میں ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔ نیشنل کمیشن فار مائناریٹیز ایجوکیشنل ایکٹ ۲۰۰۴ء اس سینٹرل ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ کمیشن کے تمام تر احکامات کی پامالی حکومتِ مہاراشٹر کر رہی ہے۔ وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء کے سیکشن ۲۳ کے تحت ریاستی وقف بورڈ کا سی۔ ای۔ اُو۔ مسلم ہی ہونا چاہئیے۔ اس کے باوجود بھی غیر مسلم کو سی۔ ای۔ اُو۔ کا عہدہ عنایت کر دیا جاتا ہے۔

فاضل سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلہ جات کے مطابق اقلیتی مدارس پر ریزرویشن کا اطلاق مطلق نہیں ہوسکتا ہے لیکن برسرِ اقتدار حکومت ان عدالتی احکامات کی کھلے عام توہین کر رہی ہے۔ مکر و فریب کی انتہا تو دیکھئے کہ عدالتی احکامات پر عمل تو نہیں کیا جا رہا ہے لیکن طرّہ یہ کہ زیرِ سماعت پٹیشن کا بہانہ کر کے قائم نان گرانٹ شرط کو اُٹھانے سے حکومت قاصر ہے اس طرح کا بیان ناگپور سیشن میں ۱۷ دسمبر ۲۰۰۸ء کو وزیرِ تعلیم دیتے ہیں۔ اتّفاق یہ ہے کہ فاضل ہائی کورٹ میں اس تعلق سے جو پٹیشن داخل ہے اس کا پٹیشنر راقم الحروف ہی ہے اگر حکومت پٹیشنر کی مانگ تسلیم کر لیتی ہے تو عدالت سے پٹیشن نکال لینا آسان ہے۔ کیا اتنی سی بات حکومت سمجھ نہیں پاتی ہے؟ اقلیت کی فلاح و بہبودی اور ترقی و ترویج کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ مائناریٹی کمیشن نافذ ہو چکا ہے اور اس قانون کے سیکشن ۱۰ پر اگر کمیشن عمل کرتا ہے تو مہاراشٹر کے مسلمانوں کے ۸۰ فیصد مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں پر ایسے شخص کی تقرری کی گئی ہے جسے حکم دیا گیا ہے کہ بیشک تالاب تمہارا لیکن پانی کے ایک قطرے پر بھی تمہارا حق نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ہمارا یہ بھائی قانون کو بالائے طاق رکھ کر اپنے فرض کو یکسر بھول چکا ہے۔ اسے خوفِ دنیا تو ہے لیکن خوفِ خدا کا معاملہ کیا؟ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۱ء سے پسماندہ اقلیت پر خرچ کرنے کے لئے سرکاری خزانے میں جمع شدہ چار کروڑ روپیہ آج ۲۰۰۸ء تک حکومتِ مہاراشٹر منسلک مد میں خرچ نہیں کر سکی۔

ائیریا انٹینسیو اسکیم فار مائناریٹی کے تحت دو مدوں میں کروڑوں روپیہ اقلیت پر خرچ کرنا مقصود ہے۔ پہلی مد ہے Madarsa Moderanization اور

دوسری مد ہے عصری مدارس کے لئے بلنڈنگ فنڈ۔ وہ جانتے ہیکہ مدرسہ کا معاملہ جہاں آئیگا، حکومت کی طرف سے مالی امداد پر اعتراض ہوگا اور عصری تعلیم کے مدارس کا معاملہ آئیگا تو پلک جھپکتے ہی ہزاروں عریضے حکومت کے پاس پہنچ جائیگے۔ لہٰذا، ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۷ء کو جب ائیریا انٹینسیو اسکیم کا سرکیولر جاری کیا گیا تو اس میں صرف Madarsa Moderanization کی اسکیم کا ہی ذکر تھا۔ اسکولی امداد اس مد کو یکسر حذف کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مہاراشٹر کے مراٹھی اخبارات میں صرف Madarsa Moderanization کے تعلق سے ہی اشتہار شائع کیا گیا۔ تمام تر سرکاری احکامات کو بالائے طاق رکھ کر افسران مسلم او۔ بی۔ سی امیدواروں کو ذات کے داخلے سے محروم کررہے ہیں۔ اس تعلق سے شکایت پر منترالیہ مطلق دھیان دینے کو تیار نہیں۔

اقلیت کے ساتھ ناانصافی اور منظّم طریقے سے جو شاطر رویہ ہمارے دشمن نمبر ۲ نے اپنا رکھا ہے۔ اس کے پیچھے اس کا سیاسی مقصد یہی ہیکہ جبتک مسلمان تعلیم اور معاشی طور سے پیچھے رہیگا تب تک ہی وہ اس کے لئے ایک فیصلہ کن ووٹ بینک ثابت ہوگا۔ مندرجہ بالا چند جھلکیاں مجبور کرتی ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے ووٹ کو بنیاد بنا کر غیر مسلموں کے ساتھ مل کر لیکن کانگریس، راشٹروادی کانگریس، بی۔ جے۔ پی اور شیوسینا پارٹی سے ہٹ کر ایک نئی پارٹی کی تشکیل کرنا ہوگی۔ ضرورت پڑنے دیگر سیکولر پارٹیوں سے الحاق کے ذریعے ایک نیا محاذ بننا چاہیے۔ اس دورِ حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی اور انکا استحصال انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ مرغ بانگ دے یا نہ دیں انشاء اللہ صبح تو ہوگی۔ اس تعلق سے امّید کی پہلی کرن ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو دکھائی دی وہ تھی ممبئی میں منعقدہ مہاراشٹر ڈیموکریٹک کنوینشن کی میٹنگ۔

نئے محاذ کا جھٹکا شاید سب سے زیادہ راشٹروادی پارٹی کو لگنے والا ہے۔ کیوں کہ ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء کے مہاراشٹر ڈیموکریٹک فرنٹ کنوینشن کو ناکام بنانے کے لئے نہایت ہی شاطرانہ طریقے سے مہاراشٹر راشٹروادی کانگریس کے ایک جنرل سیکریٹری کی اس کنوینشن میں بطورِ سامعین نہیں بلکہ بطورِ مقررِ خاص اسٹیج تک روانگی کی گئی۔ یہاں تک معاملہ ہوتا تو بات چھپ بھی سکتی تھی کیونکہ یہ معاملہ خفیہ ایجنسی کے تقاضوں میں آتا۔ لیکن مہاراشٹر راشٹروادی پارٹی کے جنرل سیکریڑی اس اسٹیج سے یہ کہتے ہیں کہ مہاراشٹر کے دیہاتوں میں ایک فیصد مسلمان ہیں جبکہ ریاستی سطح پر یہ عدد جاکر 9% تک ہے آسام کا موازنہ مہاراشٹر سے کرنا غلط ہے وغیرہ وغیرہ خیالات سے مجوّزہ نئی پارٹی کی حوصلہ شکنی کی پرزور کوشش کی گئی۔ اسٹیج جانے نہ جانے سامعین تو جان گئے کہ موصوف کے یہ جملے نئی پارٹی کے قیام کے منفی تھے۔ اسے مکروفریب کہیے یا اخلاقی گراوٹ یا مائک اور اسٹیج کی بھوک اور پیاس کا نتیجہ یا

افیون ہو یا مٹھائی منہ میں رکھ لی
چیز اپنی ہو یا پرائی جیب میں رکھ لی

والا معاملہ کہ موصوف کی خود کی پارٹی کی مخالفت میں جو نئی پارٹی جنم لینے والی ہیں اس کے قائد کو نئی سیاسی پارٹی کی مبارکباد دیتے ہیں اور اس پارٹی کے استحکام کے تعلق سے نیک خواہشات کا بھی اعلان کرتے ہیں۔ کہیں یہ معاملہ ہماری صفوں میں شامل کالی بھیڑوں والا تو نہیں؟